© rasailojaraid.com

کے معاشی عادلانہ نظام کو تہس نہس کرنے والی یہ لعنت مکمل طور پر ختم کر دی جائے اور اس ملک میں اسلام کا منصفانہ عادلانہ معاشی نظام جاری ہو۔

صدر محترم کے ان اعلانات میں سب سے اہم اعلان چاروں صوبائی ہائی کورٹوں میں شریعت بنچ اور سپریم میں اپیل شریعت بنچ کے قیام کا فیصلہ ہے اور جس پر بارہ ربیع الاوّل سے انشاء اللہ عملدرآمد ہوگا۔ چونکہ ایسے بنچ کا قیام اس ملک میں پہلا اور نیا تجربہ ہے اور اس کے دیرپا انقلابی نتائج پورے معاشرہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں جبکہ ایسے تجربات پر دنیائے اسلام اور دیگر اقوام کی نظریں بھی لگی ہوئی ہیں اس لئے طبعی طور پر صدر محترم کے اعلانات میں اب تک زیادہ زیر بحث شریعت بنچ ہی آ رہے ہیں۔ اسکی حسن و قبح پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اور اصلاحی بیانات میں کوششیں ہو رہی ہیں کہ شریعت بنچوں کی تشکیل اس کے دائرۂ کار اور طریق کار میں ایسی کوئی خامی نہ رہے جو آگے اس تجربہ کی ناکامی یا اسکی تضحیک کا ذریعہ بن جائے یا پھر خدانخواستہ یہ بنچ اسلامی قوانین اور تعبیر و تشریح اور توضیح کے کام میں مزید اضطراب و انتشار برپا کرنے کا ذریعہ نہ بن جائیں۔ اس سلسلہ میں بڑا اعتراض تو اس اطلاع سے ہوگیا ہے کہ شریعت بنچ کے دائرۂ کار سے مسلم پرسنل لاء، مالیاتی قوانین وغیرہ کے **غیر موقت** استثناء کے سلسلہ آرڈیننس میں ترمیم کیا جا رہا ہے گویا یہ مستثنیات متبادل انتظامات تک ایک محدود وقت تک رکھی گئی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس میں شک نہیں کہ مالیاتی نظام کے سلسلہ میں ایک بحران پیدا ہو سکتا ہے مگر جہاں تک مسلم پرسنل لاء اور عہد ایوب کے رسوائے زمانہ عائلی قوانین کا تعلق ہے اس کو تحفظ دینے کی بات پر قوم بجا طور پر محو حیرت ہو گئی ہے۔ ہماری رائے میں یا تو فوری طور پر عائلی قوانین کے بارہ میں علماء اسلام کی ترامیم کو قبول کر کے اس کے غیر اسلامی پہلوؤں کو ختم کر دیا جائے یا شریعت بنچ کے دائرۂ اختیار سے ان قوانین کے استثناء کو فوری طور پر ختم کر دیا جائے۔

سب سے بڑی اور نہایت خطرناک خامی جو مجوزہ شریعت بنچوں میں رکھی گئی ہے وہ یہ کہ ان بنچوں کی تشکیل میں **مفوضہ** کام اور ذمہ داریوں کی اہلیت و صلاحیت اور استعداد کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ان بنچوں کی تشکیل ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے موجودہ جج حضرات سے کی جائے گی، اسلامی شریعت اور فقہ پر براہ راست عبور رکھنے والے علماء اس میں شامل نہیں، ان کا کام صرف اس قدر ہوگا کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ وکیلوں کی طرح انکو قانونی مشورہ دے سکیں گے جبکہ کوئی بنچ ایسے مشوروں کے ماننے کا پابند نہیں ہوگا۔ ——— یہ اس ملک کی بدقسمتی اور ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ یہاں اسلام اور اسلامی نظام کے سلسلہ میں کوئی بھی قدم خلوص، للہیت، حقیقت اور صحیح منصوبہ بندی کے تحت نہیں اٹھایا جاتا، ہم زندگی کے ہر شعبہ میں رجال کار کی صلاحیت اور استعداد (کوالیفکیشن) کو ملحوظ رکھتے ہیں مگر جب اسلام کی ترجمانی و تشریح کی بات آتی ہے تو ملک کا وہ تعلیم یافتہ طبقہ جو عہد غلامی کی نحوست

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ضروریات کی وجہ سے انتظامیہ اور عدلیہ پر قابض چلا آرہا ہے۔ وہ ایک طرف تو چیخ پڑتا ہے کہ علماء کو اسلام کی تشریح و ترجمانی کا استحقاق یا پاپائیت اور اجارہ داری ہے۔ مگر دوسری طرف وہ عدم استعداد اور سرسری صلاحیت کے باوجود اسلامی قانون سازی کی تشریح و تعبیر کے نہایت نازک کام کا "اجارہ دار" صرف اپنے آپ کو سمجھنے لگتا ہے۔ نااہل ہاتھوں کا اسلام کے قانونی مباحث اور تشریحات کا اپنے لئے الاٹمنٹ کراتے رہنا بھی اس ملک میں صحیح طور پر اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں بنیادی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ جن ججوں کی تعلیم و تعلم، مطالعہ اور تشریح و توضیح کی ساری زندگی انگریزی اور مغربی دساتیر و قوانین کے گرد گھومتی چلی آرہی ہے وہ آج اسلامی ماخذ کتاب و سنت اجماع و قیاس اور اس کے بیشمار اصول و فروع اور ضوابط و شرائط کی نہایت نازک اور کٹھن استعداد رکھے بغیر اسلام کے ترجمان بن بیٹھیں تو یہ کتنی نامعقول بات ہوگی، اپریشن اور سرجری کے لئے ہمیں ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے صنعتی اور تعمیراتی کاموں کے لئے انجنیروں کی، الغرض ہر شعبۂ زندگی میں ہم متعلقہ کاموں سے وابستہ افراد کی تلاش کرتے ہیں مگر ہماری موجودہ عدالتوں کے جج حضرات اسلامی قانون سازی کا یہ نہایت مشکل کام بھی بلا شرکت غیرے اپنے لئے مخصوص رکھنا چاہتے ہیں —— تو اس طرح کئی مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں۔ پھر کیا ضمانت ہے کہ ایسے بنچ اسلامی ماخذ، فقہی نظائر اور ائمہ اربعہ کے متفقہ فیصلوں اور جمہوریت کے طے شدہ مسائل میں بھی اجتہاد مطلق کا دروازہ کھولنے کا ذریعہ بن جائیں۔

آجکل کے ماڈرن حضرات میں کوئی تعدد ازدواج پر پابندی کو تقاضائے اسلام سمجھتا ہے، کوئی پوتے کی وراثت کو حکم اسلام، کوئی زنا بالرضا کو ناقابل دست اندازی جرم اور کوئی مذہبیات اور اعتقادات میں بھی ہر طرح کے مادر پدر آزاد خیالات و آراء کو "بنیادی حق" قرار دیتا ہے۔ اور کوئی اسلامی قانون کے لازمی اور اساسی سرچشمہ حدیث کی حجیّت کا قائل نہیں —— ان خطرات و مفاسد کا بنیادی حل ایک ہی ہے کہ مجوزہ بنچوں کے ارکان کی اکثریت جید معروف اور ذی استعداد علماء (جو براہ راست عربی و اسلامی علوم پر عبور رکھتے ہوں) پر مشتمل ہونی چاہئے۔ موجودہ عدالتوں کے ایک دو جج بطور معاون رکھے جائیں تو حرج نہیں۔ یہاں یہ امر بھی قابل وضاحت ہے کہ مسلمانوں کے بنیادی طبقات اور مکاتب فکر میں مسلم پرسنل لاء، حدود و تعزیرات، اصلاح منکرات اور فواحش کے استیصال کے سلسلہ میں کوئی فقہی اور قانونی اختلافات نہیں ہیں، نہ مالیاتی اور معاشی مسائل کے سلسلہ میں طبقات فکر کا اختلاف سامنے آسکتا ہے۔ (جاری)

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق

© rasailojaraid.com